از مولانا حامد الانصاری غازی صاحب

# علامہ انور شاہ کشمیری

اور

# حفظ حدیث

اس دور کے تمام اساتذۂ حدیث اس پر متفق ہیں کہ حضرت امام العصر علامہ سید انور شاہ کشمیری اپنی اصطلاحی اور حقیقی معنی میں حافظ الحدیث تھے اور پورے عالم اسلام میں کوئی دوسرا عالم ان کے ہم پلہ نہ تھا۔

حافظ الحدیث ایک چھوٹا سا لفظ ہے جسے زبان بڑی آسانی سے ادا کر سکتی ہے۔ لیکن جب ہم تذکرۃ الحفاظ میں حفاظ حدیث کے دشوار گذار اسفار، ان کے علمی مطالعات اور حفظ حدیث میں ان کے کمالات پڑھتے ہیں اور اسلاف حدیث کے کارناموں کا جائزہ لیتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے۔ حافظ الحدیث کا لفظ زبان سے کہنا آسان ہے لیکن اس کے معنی اور مفہوم کی تلاش دشوار ہے۔

علامہ انور شاہ معنی، مفہوم اور حقیقت ہر اعتبار سے حافظ الحدیث تھے۔ علامہ مرحوم کے درجہ اعتبار کی بلندی کو جاننے کے لئے عہد سلف کے حفاظ حدیث کا مختصر تذکرہ ضروری ہے۔

حضرت امام احمد حنبل علم حدیث اور حفظ حدیث میں جو امامت رکھتے ہیں ان کے استاد یحییٰ ابن معین کا مرتبہ ان سے بڑا ہونا چاہئے مگر یحییٰ اپنے شاگرد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں احمد بن حنبل کے مانند ہو جاؤں قسم ہے اپنے رب کی میں ان کے مرتبے کو نہیں پا سکتا۔ امام شعبہ حافظ الحدیث ہیں مگر فرماتے ہیں کہ سفیان احفظ ہیں (حفظ حدیث میں مجھ سے بڑھے ہیں)

صاحب صحاح امام ابو عیسیٰ ترمذی مؤلف جامع ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شیخ کے دو جزء لکھے تھے حاضری کے وقت پہنچا تو بھول گیا۔ تو شیخ نے میری درخواست پر دونوں جزء سنائے میں نے سن کر حفظ کر لئے اور اسی وقت سنا دیے۔ اس کے بعد شیخ بطور امتحان نئی احادیث پڑھتے جاتے تھے اور میں اسی وقت توجہ سے یاد کر لیتا اور سناتا جاتا۔ حافظہ کی برکت اور مشق سے میں نے چالیس حدیثیں سن کر اسی وقت سنا دیں۔ غور سے سننا اور حفظ

ہوجانا ان کے لئے معمول تھا۔ داؤد ابن سمعہ کہتے ہیں کہ ابوحاتم رازی اور ابوزرعہ کا نام حفظ میں ضرب المثل تھا۔

امام ابوسعد کو ساری صحیح مسلم یاد تھی۔ حافظ ابوالحسین النعمانی کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور امام تقی الدین بعلبکی کو الجمع بین الصحیحین صحیح مسلم اور مسند امام احمد بر زبان تھی۔ امام نقی ایک مجلس میں ستر حدیثیں یاد کر لیتے تھے

امام داؤد ظاہری نے ایک شخص یعقوب بصری کو خستہ حالت میں اپنی مجلس میں دیکھا۔ دیکھ کر حقارت پیدا ہوئی۔ یعقوب نے کہا سل یا فتیٰ عما بدالك اے جوان جو دل میں آئے پوچھ۔ امام داؤد نے حجامت پچھنوں کے متعلق پوچھا تو اس نے حدیث افطر الحاجم روایت کرکے بیان کیا کہ کس نے اسے مسند اور کس نے موقوف اور کس نے مرسل بیان کیا ہے۔ اس باب کی تمام احادیث ان کی طرق اور اصول طرق اور اصول حدیث بیان کردیے کہ سب حیرت میں رہ گئے۔ خود ہمارے علامہ مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس ہر شب میں ستر حدیثیں یاد کرتے اور پھر سوتے۔

حافظ ابن فرات بغدادی نے کتابوں کے ۱۸ صندوق چھوڑے۔

شیخ ابن الجوزی نے اپنی انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھیں۔

موطا کے ناقل امام یحییٰ ابن معین نے اپنے ہاتھ سے چھ لاکھ حدیثیں لکھیں علی بن الحسین اور حضرت عبداللہ بن مبارک صرف ایک حدیث کے حقائق پر صبح کی نماز تک بات کرتے رہے۔ حافظ حدیث حمیدی بغداد میں حفظ حدیث کے لئے ساری رات جاگتے۔ امام ابوعبید بن سلام نے اپنی کتاب غریب الحدیث کی تصنیف اور تحقیق میں دن رات چالیس سال صرف کردیے۔ بلاشبہ اس عصر کے وہ تمام علماء شیوخ اور اساتذہ حدیث جنہوں نے قرآن و حدیث کی خدمت میں جلیل القدر خدمات انجام دی ہیں ہمارے محسن اور خراج تحسین کے مستحق ہیں لیکن تسلیم کرنا چاہیئے کہ حفاظ حدیث کے تاریخی پس منظر میں صدیوں کے خلا کے بعد علامہ سید انور شاہ کا نام نامی ہمیں تاریخ کے افق پر جہاں نظر آتا ہے وہ سب سے الگ ہے اور وہ اسی معنی میں حافظ الحدیث تھے جس معنی میں ہمارے اسلاف علماء حدیث تھے۔

میں صدیوں کے اس خلا کو ذکر کرنے میں تنہا نہیں ہوں۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے لاہور کے جلسہ تعزیت ۱۹۳۳ء میں فرمایا تھا:-

"اسلام کی پانچ سو سال کی تاریخ علامہ انور شاہ کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے"

(مقدمہ انوار الباری حصہ دوم صہ ۲۴۵)

صحیح مسلم کے میرے استاذ اپنے عصر کے جلیل القدر عالم شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی کا قول تھا کہ

"اس عہد کے تمام اساتذہ درس حدیث میں علامہ انور شاہ کی اولاد کی مانند ہیں"

وہ انہیں حافظ ابن حجر عسقلانی۔ علامہ عینی، شیخ تقی الدین اور سلطان العلماء کا نمونہ قرار دیتے تھے۔
ندوۃ العلماء کے شیخ ابوالحسن علی کے خیال میں انہوں نے دو فنا فی العلم دیکھے ہیں۔ ایک علامہ انور شاہ دوسرے علامہ سلیمان ندوی۔

یہی علامہ سلیمان ندوی فرماتے ہیں کہ:۔
"علامہ انور شاہ ایک خاموش سمندر کی مانند ہیں جن کا سینہ انمول موتیوں سے بھرا ہوا ہے۔"
عرب و پاک و ہند کے جلیل القدر علماء کی اس قسم کی آراء کی یہی حقیقت ہے کہ علامہ انور شاہ نہ صرف حافظ الحدیث تھے بلکہ حافظ العلوم تھے اور حافظہ کے اعتبار سے اپنی مثال آپ تھے۔

علامہ انور شاہ کشمیری نے جو ایک مرتبہ کتاب دیکھ کر حفظ کے عادی تھے صحیح بخاری کو تیرہ مرتبہ ایک ایک لفظ پر غور کر کے مطالعہ کیا۔ گویا صحیح بخاری اپنی طرق حدیث، الفاظ، ابواب، رواۃ اور اقسام حدیث کے ساتھ حفظ تھی۔ درس میں ہر ہر حدیث کی شرح کا حق ادا فرماتے اور یہ ان کا حق تھا کیونکہ صحیح بخاری کی چھوٹی بڑی تیس شرحوں کا اور کتب حدیث کی دو سو شرحوں کا مطالعہ کیا تھا جو حافظ کے بیت المال میں سرمایہ محفوظ کی حیثیت سے جمع تھا۔

صحیح بخاری کے علاوہ حدیث کی اہم کتابیں یاد تھیں جو علامہ مرحوم کے بے پناہ حافظہ پر شاہد تھیں خود ان کے لاتعداد شاگرد آج بھی موجود ہیں جو اس بے مثال حافظے کے گواہ ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے علامہ کشمیری کا یہ مقولہ نقل کیا ہے "میں کسی کتاب کا سرسری مطالعہ کرتا ہوں تو پندرہ بیس سال تک اس کے مضامین محفوظ رہتے ہیں۔"

مولانا مناظر احسن گیلانی کہتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ لاکھوں میں شاید کسی کا ہو۔
مطالعہ کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ مسند احمد بن حنبل کی ضخیم جلدوں کا مطالعہ چند روز میں مکمل کر لیا۔ ابن ہمام کی فتح القدیر کا مطالعہ جو آٹھ ضخیم جلدوں میں ہے چار روز میں مکمل کیا۔ پھر کتاب الحج تک اس کی تلخیص فرمائی اور ابن ہمام کے مطالعات پر اپنے مطالعات کا اضافہ بھی فرمایا۔

بلاشبہ علامہ کشمیری اپنے بے مثال تبحر علمی، بے نظیر قوت حافظہ اور کثرت مطالعہ کے اعتبار سے ہمارے مقدس اسلاف کا نمونہ تھے وہ قدیم و جدید علوم کی آخری سرحدوں تک پہنچے، وہ ہمارے لئے علوم و فنون کا ناپیدا کنار سمندر تھے۔ وہ عرفان ذات کے مقام سے انفس و آفاق کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے روحانیت کی کسوٹی پر معقول اور منقول کو پرکھا علم و یقین کے دروازے پر دستک دی جس کی ہلکی سی ضرب نے صدیوں کے بند دروازوں کو کھول دیا اور طلبہ کی فوج کو مدینۃ العلم میں نئے سرے سے داخل ہونے کا حوصلہ اور موقع دیا۔

MFTM·5·77

Asiatic.